۹

ہجرتِ حبشہ

(۳)

دوسری ہجرتِ حبشہ

جب مکّہ میں ظلم شدید سے شدید تر ہوتا چلا گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ حبش مسلمانوں کے لیے امن کی جگہ ثابت ہوا ہے، تو آپ نے پھر ہدایت فرمائی کہ یہ مظلوم لوگ حبش ہی کی طرف ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ ۶ سنہ بعد بعثت کے آغاز (۶۱۵ء) میں دوسری ہجرت واقع ہوئی۔ اگرچہ قریش نے اس ہجرت کو روکنے کی پوری کوشش کی، نکلنے والوں کو بہت تنگ کیا اور ان کے راستے میں سخت مشکلات پیدا کیں، لیکن اس کے باوجود اس موقع پر ۸۰ سے زیادہ مردوں اور ۱۸-۱۹ عورتوں نے حبش کی راہ لی اور وہاں یہ لوگ بخیریت پہنچ گئے۔ ابن سعد نے مردوں کی تعداد ۸۳ بیان کی ہے، اور عورتوں میں ۱۱ قریشی اور سات غیر قریشی خواتین کا ذکر کیا ہے۔ ۸۳ مردوں میں حضرت عمارؓ بن یاسر کا نام لیا گیا ہے، مگر ابن اسحاق نے ان کے شریک ہونے میں شک کیا ہے اور واقدی اور ابن عُقبہ وغیرہ نے یقین کے ساتھ کہا ہے کہ وہ ان میں شامل تھے۔ اسی طرح ان مہاجرین میں حضرت ابو موسیٰؓ اشعری کا نام بھی لیا گیا ہے، لیکن صحیح یہ ہے کہ انھوں نے مکّہ سے ہجرت نہیں کی تھی بلکہ پہلے وہ مکہ میں آکر مسلمان ہوئے، پھر یمن واپس جا کر اسلام کی اشاعت کی، اس کے بعد اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ (جن کی تعداد ۵۲، ۵۳ بتائی جاتی ہے) ایک کشتی میں یمن سے روانہ ہوئے، مگر ہواؤں نے ان کی کشتی کو حبش کے ساحل پر لا ڈالا، اس طرح وہ مہاجرینِ حبشہ سے جا ملے۔ صحیحین میں خود حضرت ابو موسیٰؓ کی اپنی روایت یہی ہے اور اس میں وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کی خبر ملی، اور ہم یمن میں تھے، تو ہم کشتی میں روانہ ہوئے، مگر ہماری کشتی نے ہمیں حبشہ پہنچا دیا اور وہاں ہم جعفرؓ بن ابی طالب کے ساتھ مل گئے، پھر فتح خیبر کے موقع پر اُن کے ساتھ خیبر پہنچے۔ ابن سعدؒ نے حضرت ابو موسیٰؓ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم یمن سے اپنی قوم کے پچاس سے زائد آدمیوں کے ساتھ نکلے اور کشتی نے

ہمیں نجاشی کے علاقے میں پہنچا دیا جہاں جعفرؓ بن ابی طالب پہلے سے موجود تھے۔

مہاجرین کی فہرست اس ہجرت کی اہمیت کا پورا اندازہ مہاجرین کی اُس فہرست سے ہوتا ہے جو ابن ہشام نے سیرت میں ابن اسحاق کے حوالہ سے درج کی ہے:-

بنی ہاشم میں سے
۱- جعفرؓ بن ابی طالب
۲- ان کی بیوی اسماءؓ بنت عُمیس خثعمیہ۔

بنی امیہ میں سے
۳- عثمانؓ بن عفان
۴- ان کی بیوی رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۵- عمروؓ بن سعید بن العاص (ان کے باپ سعید بن العاص کی کُنیت ابواُحیحہ تھی)۔
۶- اُن کی بیوی فاطمہؓ بنت صفوان (یہ بنی کنانہ میں سے تھیں)۔
۷- اُن کے بھائی خالدؓ بن سعید بن العاص۔
۸- اُن کی بیوی اُمینہؓ بنت خلف (بعض لوگوں نے ان کا نام ہُمَینہ لکھا ہے یہ بنی خزاعہ میں سے تھیں)۔

حُلفائے بنی اُمیہ میں سے
۹- عبداللہؓ بن جحش (یہ بنی غنم بن دُودان میں سے تھے اور ام المومنین حضرت زینبؓ کے بھائی تھے)۔
۱۰- ان کا بھائی عبیداللہ بن جحش (یہ شخص حبش میں عیسائی ہو کر مرا)۔
۱۱- اُس کی بیوی اُم حبیبہؓ (یہ ابوسفیان کی بیٹی تھیں۔ حبش ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے نجاشی کے توسط سے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا)۔
۱۲- قیسؓ بن عبداللہ (یہ بنی اسد بن خزیمہ میں سے تھے)۔
۱۳- ان کی بیوی برکہؓ بنت یسار (ابوسفیان کی آزاد کردہ لونڈی)۔
۱۴- مُعیقیبؓ بن ابی فاطمہ (یہ قبیلہ دَوس میں سے تھے)۔

بنی عبدشمس بن عبدمناف میں سے
۱۵- ابوحذیفہؓ بن عُتبہ بن ربیعہ۔

حُلفائے بنی نوفل بن عبدمناف میں سے
۱۶- عُتبہؓ بن غزوان (یہ بنی قیس بن عیلان میں سے تھے)۔

بنی اسد بن عبد العزّیٰ بن قصی میں سے

۱۷۔ زُبیرؓ بن العوّام بن خُوَیلد

۱۸۔ اَسوَدؓ بن نوفل بن خُوَیلد۔

(یہ دونوں حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے)

۱۹۔ یزیدؓ بن زمعہ بن اسود بن مطّلب۔

۲۰۔ عمروؓ بن اُمیّہ بن حارث بن اسد۔

بنی عبد بن قصی میں سے

۲۱۔ طُلَیبؓ بن عُمیر بن وَہب۔ (یہ حضورؐ کی پھوپھی اَروَی بنت عبد المطلب کے صاحبزادے تھے)۔

بنی عبد الدار بن قصی میں سے

۲۲۔ مُصعَبؓ بن عُمیر بن ہاشم۔

۲۳۔ سُوَیبطؓ بن سعد۔

۲۴۔ جَہمؓ بن قیس

۲۵۔ اُن کی بیوی امِ حَرملہؓ بنت عبد الاسود (یہ بنی خزاعہ میں سے تھیں)۔

۲۶۔ ان کے بیٹے عمروؓ بن جہم۔

۲۷۔ ان کے دوسرے بیٹے خُزیمہؓ بن جہم۔

۲۸۔ ابو الرّومؓ بن عُمیر بن ہاشم (حضرت مصعبؓ بن عمیر کے بھائی)۔

۲۹۔ فِراسؓ بن نضر بن حارث بن کلدہ (یہ اُسی شخص کے بیٹے تھے جس نے اسلام کو زک دینے کے لیے ثقافتی پروگرام شروع کیا تھا)۔

بنی زُہرہ میں سے

۳۰۔ عبد الرحمٰنؓ بن عوف

۳۱۔ عامرؓ بن ابی وقّاص (حضرت سعدؓ بن ابی وقّاص کے بھائی)۔

۳۲۔ مُطّلبؓ بن اَزہر۔

۳۳۔ اُن کی بیوی رَملہؓ بنت ابی عوف (یہ بنی سہم میں سے تھیں)۔

حُلفائے بنی زہرہ میں سے

۳۴۔ عبد اللہؓ بن مسعود (یہ قبیلہ ہُذیل میں سے تھے)۔

۳۵۔ اُن کے بھائی عُتبہؓ بن مسعود۔

۳۶۔ مِقدادؓ بن عمرو (یہ مقداد بن اسود کہلاتے تھے کیونکہ اَسود بن عبد یغوث نے اُن کو بیٹا بنا لیا تھا)۔

بنی تیم میں سے

۳۷ - حارث رضؓ بن خالد - (یہ حضرت ابوبکرؓ کے ماموں زاد بھائی تھے)۔

۳۸ - ان کی بیوی رَیطہؓ بنت الحارث بن جَبَلہ یا جُبَیلہ (یہ بھی بنی تیم میں سے تھیں)۔

۳۹ - عَمرو رضؓ بن عثمان - (یہ حضرت طلحہؓ کے چچا تھے)۔

بنی مخزوم میں سے

۴۰ - ابو سلمہ رضؓ بن عبدالاسد - (حضورؐ کے دودھ شریک اور پھوپھی زاد بھائی)

۴۱ - ان کی بیوی امّ سلمہؓ - (یہ بھی بنی مخزوم میں سے تھیں اور بعد میں ان کو ام المومنین ہونے کا شرف نصیب ہوا)۔

۴۲ - شَمّاس رضؓ بن عثمان (یہ عُتبہ بن ربیعہ کے بھانجے تھے)۔

۴۳ - ہَبّار رضؓ بن سفیان -

۴۴ - ان کے بھائی عبداللہ رضؓ بن سفیان - (بعض لوگوں نے ان کا نام عبیداللہ لکھا ہے)۔

۴۵ - ہشام رضؓ بن ابی حُذَیفہ بن مُغیرہ - (بعض لوگوں نے ان کا نام ہاشم لکھا ہے)۔

۴۶ - سَلمہ رضؓ بن ہشام بن مُغیرہ - (ابوجہل کے بھائی)۔

۴۷ - عَیّاش رضؓ بن ابی رَبیعہ - (ابوجہل کے بھائی)۔

حُلفائے بنی مخزوم میں سے

۴۸ - مُعَتّب رضؓ بن عوف - (یہ بنی خُزاعہ میں سے تھے)۔

بنی جُمَح میں سے

۴۹ - عثمان رضؓ بن مَظعُون - (حضرت عمرؓ کے برادرِ نسبتی اور حضرت حفصہؓ کے ماموں)۔

۵۰ - ان کے بیٹے سائب رضؓ بن عثمان -

۵۱ - ان کے بھائی قُدامہ رضؓ بن مَظعُون -

۵۲ - ان کے دوسرے بھائی عبداللہ رضؓ بن مظعون -

۵۳ - حاطب رضؓ بن الحارث -

۵۴ - ان کی بیوی فاطمہ رضؓ بنت مُجَلَّل عامریہ -

۵۵ - ان کے بیٹے محمد رضؓ بن حاطب -

۵۶ - ان کے دوسرے بیٹے حارثؓ بن حاطب -

۵۷ - ان کے بھائی حطّابؓ بن الحارث -

۵۸ - ان کی بیوی فُکَیْہَہؓ بنت یسار -

۵۹ - سُفیانؓ بن مَعْمَر -

۶۰ - ان کے بیٹے جابرؓ بن سفیان -

۶۱ - ان کے دوسرے بیٹے جُنادہؓ بن سفیان -

۶۲ - ان کی بیوی حَسَنَہؓ - (جابر و جُنادہ کی ماں) -

۶۳ - حَسَنَہؓ کے پہلے شوہر سے بیٹے شُرَحْبِیلؓ بن حَسَنَہ (یہ بنی غوث بن مُرّ میں سے تھے) -

۶۴ - عثمانؓ رَبیعہ بن اُہبان -

بنی سَہم میں سے

۶۵ - خُنَیْسؓ بن حُذَافَہ - (حضرت عمرؓ کے داماد - حضرت حفصہؓ ام المومنین کے پہلے شوہر) -

۶۶ - عبداللہؓ بن حارث -

۶۷ - ہشامؓ بن عاص بن وائل - (عَمرو بن العاص کے بھائی) -

۶۸ - قیسؓ بن حُذافہ -

۶۹ - ابوقیسؓ بن حارث

۷۰ - عبداللہؓ بن حُذافہ

۷۱ - حارثؓ بن حارث بن قیس

۷۲ - مَعْمَرؓ بن حارث بن قیس

۷۳ - بِشرؓ بن حارث بن قیس

۷۴ - ان کے ماں جائے بھائی سعیدؓ بن عَمرو (یہ بنی تمیم میں سے تھے) -

۷۵ - سعیدؓ بن حارث بن قیس -

۷۶ - سائبؓ بن حارث بن قیس -

۷۷ - عُمیرؓ بن رِئاب -

حلفائے بنی سہم میں سے

۷۸ - مَحمیہؓ بن الجزء (یہ بنی زُبید میں سے تھے)۔

بنی عدی میں سے

۷۹ - مَعمرؓ بن عبداللہ بن نضلہ -

۸۰ - عروہؓ بن عبد العزیٰ - (بعض لوگوں نے عروہ بن ابی اثاثہ بن عبد العزیٰ لکھا ہے) -

۸۱ - عدیؓ بن نضلہ -

۸۲ - ان کے بیٹے نعمانؓ بن عدی -

حلفائے بنی عدی میں سے

۸۳ - عامرؓ بن ربیعۃ العنزی (بنی عنز بن وائل میں سے تھے اور حضرت عمرؓ کے باپ خطاب نے ان کو بیٹا بنا رکھا تھا) -

۸۴ - ان کی بیوی لیلیٰؓ بنت ابی حثمہ (یہ بنی عدی میں سے تھیں) -

بنی عامر بن لؤی میں سے

۸۵ - ابو سبرہؓ بن ابی رُہم - (یہ حضورؐ کی پھوپھی برّہ بنت عبد المطلب کے بیٹے تھے)

۸۶ - ان کی بیوی ام کلثومؓ بنت سُہیل بن عمرو -

۸۷ - عبداللہؓ بن مخرمہ -

۸۸ - عبداللہؓ بن سُہیل بن عمرو -

۸۹ - سلیطؓ بن عمرو -

۹۰ - ان کے بھائی سکرانؓ بن عمرو -

۹۱ - ان کی بیوی سودہؓ بنت زمعہ (جنہیں بعد میں ام المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا)۔

۹۲ - مالکؓ بن زمعہ (حضرت سودہؓ کے بھائی) -

۹۳ - ان کی بیوی عمرہؓ بنت السعدی - (بعض لوگوں نے ان کا نام عمیرہ لکھا ہے)۔

۹۴ - حاطبؓ (یا ابو حاطب) بن عمرو -

حُلفائے بنی عامر میں سے ۹۵ - سعدؓ بن خَولہ یا خَولَہ - (یہ یمنی تھے) -

بنی الحارث بن فہر میں سے ۹۶ - ابو عبیدہؓ بن الجرّاح -

۹۷ - سُہیلؓ بن بیضاء -

۹۸ - عمروؓ ابن ابی سَرح -

۹۹ - عیاضؓ ابن زُہیر (بعض نے ان کی جگہ ربیعہ بن ہلال کا نام لکھا ہے) -

۱۰۰ - عمروؓ ابن الحارث بن زُہیر -

۱۰۱ - عثمانؓ بن عبد غَنم بن زُہیر -

۱۰۲ - سعدؓ (یا سعید) بن عبد قیس -

۱۰۳ - حارثؓ بن عبدِ قیس -

مکہ میں اس ہجرت کا ردّ عمل اس ہجرت سے مکّے کے گھر گھر میں کہرام مچ گیا، کیونکہ قریش کے بڑے اور چھوٹے خاندانوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کے چشم و چراغ ان مہاجرین میں شامل نہ ہوں۔ کسی کا بیٹا گیا تو کسی کا داماد، کسی کی بیٹی گئی تو کسی کا بھائی اور کسی کی بہن۔ ابوجہل کا بھائی سلمہؓ بن ہشام، اس کے چچا زاد بھائی ہشامؓ بن ابی حُذَیفہ اور عیّاشؓ بن ابی ربیعہ، اور اس کی چچا زاد بہن حضرت امّ سلمہؓ، ابوسفیان کی بیٹی امّ حبیبہؓ، عُتبہ بن ربیعہ کے بیٹے اور ہند جگر خوار کے سگے بھائی ابو حُذیفہؓ، سُہیل بن عمرو کے بھائی، بیٹے، بیٹیاں اور داماد، اسی طرح دوسرے سردارانِ قریش اور مشہور دشمنانِ اسلام کے اپنے جگر گوشے دین کی خاطر گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے تھے۔ اس لیے مکّے کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جو اس واقعہ سے متاثر نہ ہوا ہو۔ بعض لوگ اس کی وجہ سے اسلام دشمنی میں پہلے سے زیادہ سخت ہو گئے، اور بعض کے دلوں پر اس کا اثر ایسا ہوا کہ آخر کار وہ مسلمان ہو کر رہے۔

حضرت ابوبکرؓ کا ارادۂ ہجرت اس پر قریش کو ایک چرکا اور لگا اور وہ یہ تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسے بلند مرتبہ شخص بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت لے کر مکّہ سے نکل کھڑے ہوئے تاکہ دوسرے مہاجرین سے جا ملیں۔ بخاری میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جب وہ بَرکُ الغِماد[1] پہنچے (جو مکّہ سے

[1] اس مقام کے تلفّظ میں اختلاف ہے۔ ہم نے جو تلفّظ لکھا ہے وہ فتح الباری سے ماخوذ ہے۔ مُعجم البلدان میں بِرک الغِماد ہے اور ایک اور تلفظ بِرک الغُماد بھی منقول ہوا ہے۔

یمن کی جانب پانچ دن کی راہ پر ہے) تو قبیلۂ قارَہ کا سردار ابن الدُّغُنَّہ (یا ابن الدَّغِنَہ) ان کو ملا۔ ابن اسحاق نے زُہری عن عُروَہ عن عائشہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ مکّہ سے ایک یا دو دن کی راہ گئے تھے کہ ابن الدغنہ سے ان کی ملاقات ہوئی جو اس زمانے میں اَحابیش کا سردار تھا۔ اس نے کہا کہ ابوبکر، کدھر کا ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ "میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے، سخت اذیتیں دی ہیں، اور زندگی تنگ کر دی ہے۔" اس نے کہا "کیوں؟ ابوبکر، تم جیسا آدمی نہیں نکل سکتا اور نہیں نکالا جا سکتا۔ خدا کی قسم، تم تو معاشرے کی زینت ہو، نادار کو کما کر دیتے ہو، صلۂ رحمی کرتے ہو، عاجز و درماندہ کا بار اُٹھاتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو، اور نیک کاموں میں مدد کرتے ہو۔ واپس چلو، میں تمھیں اپنی پناہ میں لیتا ہوں، اپنے شہر ہی میں اپنے رب کی عبادت کرو۔" پھر وہ حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کر مکہ آیا اور اشرافِ قریش کے پاس جا جا کر اس نے کہا کہ ابوبکرؓ جیسا آدمی نہیں نکل سکتا اور نہیں نکالا جا سکتا۔ کیا تم ایسے آدمی کو نکالتے ہو جس میں یہ یہ خوبیاں ہیں؟ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ اس نے مکّہ میں اعلان کیا کہ میں نے ابوقُحافہ کے بیٹے کو پناہ دی ہے، اب کوئی ان کے ساتھ بھلائی کے سوا کچھ اور سلوک نہ کرنے پائے۔ قریش نے اس کی پناہ رد نہ کی، مگر یہ شرط لگائی کہ ابوبکرؓ اپنے گھر میں جس طرح چاہیں اپنے رب کی عبادت کریں اور جو چاہیں پڑھیں، لیکن ہمیں اذیت نہ دیں کہ بلند آواز سے پڑھنے لگیں، یا اپنے گھر سے باہر پڑھنا شروع کر دیں۔ کیونکہ اس سے ہمیں خطرہ ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے فتنے میں پڑ جائیں گے۔ (حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضرت ابوبکرؓ کتنی مدت تک اس طرح رہے)۔ پھر انہوں نے اپنے گھر کے احاطے میں ایک مسجد بنالی اور اس میں نماز پڑھنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ان کی قرأت میں ایسا سوز تھا، ایسی کشش تھی کہ مشرکین کی عورتیں اور اُن کے بچے اور نوجوان ہجوم کر کے آتے اور قرآن سننے کے لیے ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ قرآن پڑھتے پڑھتے رونے لگتے اور سننے والوں پر اس کا اور زیادہ اثر ہوتا۔ اس پر مشرکینِ قریش کے سردار گھبرا اُٹھے۔ انہوں نے ابن الدغنہ کو بلا بھیجا اور اس سے کہا کہ "ہم نے تمہاری خاطر ان کو پناہ دی تھی تاکہ یہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں، مگر انہوں نے اپنے گھر کے احاطے میں مسجد بنا کر علی الاعلان نماز اور قرآن پڑھنا شروع کر دیا ہے جس سے ہمیں اندیشہ ہے کہ یہ ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنے میں ڈال دیں گے۔ ان کو اس سے روکو۔ یا تو یہ خاموشی سے اپنے رب کی عبادت کریں، یا پھر اگر انہیں علانیہ ہی یہ کام کرنے پر اصرار ہے تو ان سے کہو کہ تمہارا ذمہ

واپس کر دیں، کیونکہ ہم تمہارے ذمہ کو توڑنا نہیں چاہتے"۔ ابن الدغنہ نے جاکر حضرت ابوبکرؓ سے یہی بات کہی اور کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ عرب میں یہ بات مشہور ہو کہ میں نے ایک شخص کو پناہ دی تھی اور میری پناہ کو توڑ ڈالا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا، اچھا تو میں تمہارا ذمہ تمہیں واپس کرتا ہوں اور اللہ کے ذمے پر راضی ہوں۔ ابن الدغنہ اُٹھا اور اس نے جاکر قریش کے لوگوں سے کہہ دیا کہ ابوبکرؓ نے میرا ذمہ واپس کر دیا ہے، اب تم جانو اور تمہارا آدمی۔

مہاجرین کو واپس لانے کے لیے نجاشی کے پاس مشرکین کا وفد ہجرت کے بعد قریش کے سردار سر جوڑ کر بیٹھے اور انہوں نے طے کیا کہ عبداللہ بن ابی ربیعہ[1] (ابوجہل کے ماں جائے بھائی) اور عمرو بن عاص کو بہت سے قیمتی تحائف کے ساتھ حبش بھیجا جائے اور یہ لوگ کسی نہ کسی طرح نجاشی (شاہ حبش) کو اس بات پر راضی کریں کہ وہ ان مہاجرین کو مکہ واپس بھیج دے۔

حضرت ام سلمہؓ کی روایت ام المومنین حضرت ام سلمہؓ، جو خود مہاجرینِ حبشہ میں شامل تھیں، یہ واقعہ بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرماتی ہیں، جسے ابن اسحاق اور امام احمد نے اُن سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ قریش کے یہ دونوں ماہر سیاست سفیر ہمارے تعاقب میں حبش پہنچے۔ پہلے انہوں نے نجاشی کے اعیانِ سلطنت میں خوب خوب ہدیے تقسیم کر کے سب کو اس پر راضی کر لیا کہ وہ مہاجرین کو واپس کرنے کے لیے بادشاہ پر بالاتفاق زور دیں گے۔ پھر نجاشی سے ملے اور اس کو بیش قیمت نذرانے دینے کے بعد کہا کہ "ہمارے شہر کے چند نادان لونڈے بھاگ کر آپ کے ہاں آگئے ہیں اور قوم کے اشراف نے ہمیں آپ کے پاس ان کی واپسی کی درخواست کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ یہ لڑکے ہمارے دین سے بھی نکل گئے ہیں اور آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں، بلکہ انہوں نے ایک نرالا دین نکال لیا ہے"۔ ان کا کلام ختم ہوتے ہی اہل دربار ہر طرف سے بولنے لگے کہ "ایسے لوگوں کو ضرور واپس کر دینا چاہیے۔ ان کی قوم کے لوگ زیادہ جانتے ہیں کہ اُن میں کیا عیب ہے۔ اُنہیں رکھنا ٹھیک نہیں ہے"۔ مگر نجاشی نے بگڑ کر کہا کہ "اس طرح تو میں انہیں حوالے نہیں کروں گا۔ جن لوگوں نے دوسرے ملک کو چھوڑ کر میرے ملک پر اعتماد کیا ہے اور یہاں پناہ لینے کے لیے آئے ہیں۔

---

[1] بہت سے لوگوں نے عبداللہ بن ربیعہ لکھا ہے لیکن ابن ہشام نے بن ابی ربیعہ لکھا ہے۔ یہ حضرت عیاشؓ بن ابی ربیعہ کا سگا بھائی تھا۔

ان سے میں بے وفائی نہیں کر سکتا۔ پہلے میں انہیں بُلا کر تحقیق کروں گا کہ یہ لوگ ان کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے"۔ چنانچہ نجاشی نے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دربار میں بلا بھیجا۔ نجاشی کا پیغام پاکر سب مہاجرین جمع ہوئے اور انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ بادشاہ کے سامنے کیا کہنا ہے۔ آخر سب نے بالاتفاق یہ فیصلہ کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم ہمیں دی ہے ہم تو وہی بے کم و کاست پیش کریں گے، خواہ نجاشی ہمیں رکھے یا نکال دے۔ دربار میں پہنچے تو چھوٹتے ہی نجاشی نے سوال کیا کہ "یہ تم لوگوں نے کیا کیا کہ اپنی قوم کا دین بھی چھوڑا اور میرے دین میں بھی داخل نہ ہوئے، نہ دنیا کے دوسرے ادیان ہی میں سے کسی کو اختیار کیا؟ آخر یہ تمہارا نیا دین ہے کیا"؟ اس پر مہاجرین کی طرف سے جعفرؓ بن ابی طالب نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں پہلے عربِ جاہلیت کی دینی، اخلاقی اور معاشرتی خرابیوں کو بیان کیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر کر کے بتایا کہ آپ کیا تعلیمات پیش فرماتے ہیں، پھر ان مظالم کا ذکر کیا جو آنحضورؐ کی پیروی اختیار کرنے والوں پر قریش کے لوگ ڈھا رہے تھے، اور اپنا کلام اس بات پر ختم کیا کہ دوسرے ملکوں کے بجائے ہم نے آپ کے ملک کا رُخ اس اُمید پر کیا ہے کہ یہاں ہم پر ظلم نہ ہوگا۔[1] نجاشی نے یہ تقریر سُن کر کہا کہ ذرا مجھے وہ کلام تو سُناؤ جو تم کہتے ہو کہ خدا کی طرف سے تمہارے

---

[1] حضرت جعفرؓ کی تقریر کے جو الفاظ ابن اسحاق نے حضرت اُم سلمہؓ کی روایت سے نقل کیے ہیں وہ یہ ہیں: "اے بادشاہ، ہم ایک جاہلیت میں پڑی ہوئی قوم تھے۔ بُت پوجتے تھے، مُردار کھاتے تھے، فحش کام کرتے تھے، قطع رحمی کرتے تھے، ہمسائگی اور عہد و امان کا پاس کرنے میں بُرا رویہ رکھتے تھے، اور ہم میں سے طاقت ور کمزور کو کھائے جاتا تھا۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اللہ نے ہماری طرف خود ہم ہی میں سے ایک رسولؐ بھیجا جس کے نسب، جس کی صداقت، جس کی امانت اور جس کی پاکدامنی کو ہم جانتے تھے۔ اس نے ہمیں اللہ کی طرف بُلایا کہ ہم اس کی توحید کے قائل ہوں، اور اسی کی عبادت کریں اور اُن پتھروں اور بُتوں کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہم اور ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔ اُس نے ہمیں راست گوئی، امانت داری، صلہ رحمی، ہمسائگی اور عہد و پیمان کی پاسداری کا اور حرام افعال اور خونریزی سے باز رہنے کا حکم دیا۔ ہم کو فواحش سے، جھوٹ سے، مال یتیم کھانے سے، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے روکا۔ ہمیں صرف اللہ واحد کی عبادت کرنے اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ کرنے کی تلقین کی۔ اور ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے اور روزہ رکھنے کی ہدایت کی (اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ اسی طرح حضرت جعفرؓ نے اسلام کے دوسرے احکام اس کو بتائے)۔ (باقی بر صفحہ ۱۹)

نبی پر اُترا ہے ۔حضرت جعفرؓ نے جواب میں سورۂ مریم کا وہ ابتدائی حصہ سُنایا جو حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسٰیؑ علیہما السلام سے متعلق ہے ۔ نجاشی اس کو سُنتا رہا اور روتا رہا یہاں تک کہ اس کی ڈاڑھی تر ہوگئی۔ اس کے پادری بھی رودیے اور ان کے مصاحف بھی آنسوؤں سے تر ہوگئے ۔ جب حضرت جعفرؓ نے تلاوت ختم کی تو اس نے کہا کہ یقیناً یہ کلام اور جو کچھ حضرت عیسٰیؑ لائے تھے، دونوں ایک ہی سرچشمے سے نکلے ہیں ۔خدا کی قسم میں تمہیں ان لوگوں کے حوالے نہ کروں گا ۔ اور قریش کے سفیروں سے کہا، واپس جاؤ، بخدا میں ان لوگوں کو تمہارے سپرد ہرگز نہ کروں گا، یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔

پھر حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ عبداللہ بن ابی ربیعہ ہمارے معاملے میں کچھ نرم تھا اور چاہتا تھا کہ ہم بچ جائیں ۔ مگر عمرو بن عاص نے کہا کہ خدا کی قسم، میں کل وہ بات پیش کروں گا جو ان لوگوں کی جڑ کاٹ دے گی۔ میں نجاشی کو بتاؤں گا کہ یہ عیسٰیؑ ابن مریم کو محض بندہ قرار دیتے ہیں ۔ عبداللہ نے کہا ایسا نہ کرو، یہ ہمارے مخالف ہی سہی، مگر ہیں تو ہمارے ہی بھائی بند اور ان کا کچھ حق ہم پر ہے ۔ عمرو بن عاص نے اس کی ایک نہ سُنی اور دوسرے روز نجاشی سے کہا کہ "ذرا ان لوگوں کو بُلا کر ان سے یہ تو پوچھیے کہ عیسٰیؑ ابن مریم کے بارے میں ان کا عقیدہ کیا ہے ۔ یہ لوگ اُن کے متعلق ایک بڑی بات کہتے ہیں ۔" نجاشی نے پھر مہاجرین کو بُلا بھیجا۔ مہاجرین کو پہلے ہی عمرو بن عاص کی چال کا علم ہوچکا تھا ۔ انہوں نے جمع ہو کر پھر مشورہ کیا کہ اگر نجاشی نے عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں سوال کیا تو کیا جواب دو گے؟ موقع بڑا نازک تھا اور سب اس سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸) پس ہم نے اس کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے، اور جو کچھ وہ اللہ کی طرف سے لایا تھا اُس میں اُس کی پیروی کی ۔ ہم نے صرف اللہ کی عبادت کی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ۔ جس چیز کو اُس نے ہم پر حرام کر دیا اُسے ہم نے حرام کیا اور جس کو اس نے ہمارے لیے حلال کر دیا اُسے ہم نے حلال کیا ۔ اس پر ہماری قوم ہم پر ٹوٹ پڑی، اُس نے ہم کو عذاب دیے، اور دین کے معاملہ میں ہم پر ظلم توڑے تاکہ ہم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بتوں کی عبادت کی طرف پھیر دے، اور ہم ان تمام خبائث کو پھر سے حلال کرلیں جنہیں پہلے حلال کیے ہوئے تھے ۔ آخر کار جب انہوں نے ہم پر سختی کی اور ظلم ڈھایا اور ہماری زندگی تنگ کر دی اور ہمارے دین کے راستے میں حائل ہوگئے تو ہم آپ کے ملک کی طرف نکل آئے اور دوسروں کے بجائے آپ کے ہاں آنا پسند کیا اور آپ کی پناہ لینی چاہی اس اُمید پر کہ اے بادشاہ، آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہ ہوگا۔"

پریشان تھے۔ مگر پھر بھی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فیصلہ کیا کہ جو کچھ ہونا ہے ہو جائے، ہم تو وہی بات کہیں گے جو اللہ نے فرمائی اور اللہ کے رسولؐ نے سکھائی ہے۔ چنانچہ جب یہ لوگ دربار میں گئے اور نجاشی نے عمرو بن العاص کا پیش کردہ سوال ان کے سامنے دُہرایا تو جعفرؓ بن ابی طالب نے اُٹھ کر بلا تأمّل کہا کہ ھو عبد اللہ و رسولہ و روحہ و کلمتہ القاھا الی مریم العذراء البتول۔ "وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کی طرف سے ایک رُوح اور ایک کلمہ ہیں جسے اللہ نے کنواری مریم پر القا کیا تھا۔" نجاشی نے سُن کر ایک تنکا زمین سے اُٹھایا اور کہا "خدا کی قسم، جو کچھ تم نے کہا ہے عیسیٰؑ اس سے اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں تھے۔" اس پر وہ پادری جو گرد و پیش بیٹھے تھے پھنکارنے لگے۔ مگر نجاشی نے کہا واللہ بات یہی ہے خواہ تم کتنا ہی پھنکارو۔ پھر اُس نے ہم سے کہا کہ جاؤ، تم میری زمین میں امن سے رہو۔ جو تمہیں بُرا کہے گا وہ سزا پائے گا۔ اگر مجھے سونے کا پہاڑ بھی ملے تو اس کے عوض میں تمہیں ستانا پسند نہ کروں گا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ دونوں سفیروں کو اُن کے ہدیے واپس کر دو، مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ نے جب میرا ملک مجھے واپس دلوایا تھا تو مجھ سے کوئی رشوت نہ لی تھی کہ میں اللہ کے معاملے میں رشوت لوں۔

حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی روایت اس واقعہ کے ایک دوسرے عینی شاہد حضرت عبداللہؓ بن مسعود ہیں جو اُس مجلس میں موجود تھے۔ مُسندِ احمد اور طبرانی میں ان کی روایت یہ ہے کہ مہاجرینِ حبشہ کو جب نجاشی نے اپنے دربار میں بُلایا اور حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سُنیں تو کہا "واللہ، یہ لوگ اُس سے زیادہ کچھ نہیں کہتے جو ہم عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں۔ مرحبا تم کو اور اُس ہستی کو جس کے ہاں سے تم آئے ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، اور وہی ہیں جن کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں، اور وہی رسول ہیں جن کی بشارت عیسیٰ ابن مریم نے دی تھی۔"

حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی روایت میں یہ ذکر بھی ہے کہ قریش کے دونوں سفیروں نے نجاشی کے دربار میں حاضر ہو کر پہلے اس کو سجدہ کیا، پھر اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئے اور کہا کہ ہمارے بنی عم میں سے کچھ لوگ آپ کے ہاں آئے ہیں اور ہم سے اور ہمارے دین سے الگ ہو گئے ہیں۔ اس پر نجاشی نے مہاجرین کو بُلا بھیجا۔ حضرت جعفرؓ نے کہا آج میں تم سب کی طرف سے بولوں گا۔ چنانچہ سب اُن کے پیچھے چلے۔ دربار میں داخل ہو کر حضرت جعفرؓ نے سلام کیا۔ درباریوں نے کہا سجدہ کیوں نہیں کرتے؟ حضرت جعفرؓ نے کہا

ہم خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ اس کے بعد بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تعلیمات تک پہنچی، اور پھر حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کے متعلق مسلمانوں کے عقیدے کا ذکر آیا۔ اس روایت میں نجاشی کا یہ قول بھی نقل کیا گیا ہے کہ اُس نے حضورؐ کی تصدیق کرنے کے بعد کہا "خدا کی قسم اگر میں بادشاہی کی ذمہ داریوں میں پھنسا ہوا نہ ہوتا تو اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا، اُن کی جُوتیاں اُٹھاتا اور ان کو وضو کراتا۔"

حضرت ابو موسیٰؓ اشعری کی روایت اسی سے ملتی جُلتی روایت حضرت ابو موسیٰؓ اشعری سے حافظ ابو نُعیم اور بیہقی نے نقل کی ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ مہاجرین کے پہنچنے سے پہلے قریش کے وفد نے نجاشی کو بھڑکانے کے لیے کہا کہ دیکھیے گا، یہ لوگ آپ کو سجدہ نہ کریں گے۔ جب ہم دربار میں پہنچے تو پادریوں اور راہبوں نے کہا بادشاہ کو سجدہ کرو۔ حضرت جعفرؓ نے فرمایا ہم اللہ عزَّوجلّ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ آگے بڑھ کر جب ہم نجاشی کے سامنے پہنچے تو اُس نے حضرت جعفرؓ سے کہا تمہیں کس چیز نے مجھے سجدہ کرنے سے باز رکھا؟ انہوں نے پھر وہی جواب دیا کہ ہم اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ آگے وہی قصہ ہے جو حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے بیان کیا ہے اور آخر میں یہ اضافہ ہے کہ نجاشی نے ہم لوگوں سے کہا کہ میری زمین میں تم جب تک چاہو رہو اور ہمارے لیے کھانے اور کپڑے کا حکم دیا۔

خود حضرت جعفرؓ کی روایت حافظ ابن عساکر اور طبرانی نے خود حضرت جعفرؓ کا بیان اُن کے صاحبزادے عبداللہ بن جعفر کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ قریش کے وفد کی شکایت کے جواب میں جب ہم نے اپنے اور ان کے دینی اختلاف کی وضاحت کی، تو نجاشی نے قریش کے سفیروں سے پوچھا کیا یہ تمہارے غلام ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا تمہارا ان پر کوئی قرض آتا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا تو پھر چھوڑ دو انہیں۔ پھر حضرت جعفرؓ بھی وہی قصہ بیان کرتے ہیں جو دوسرے حضرات نے بیان کیا ہے کہ عمرو بن العاص نے نجاشی کے سامنے حضرت عیسیٰؑ ابن مریم کے متعلق ہمارے عقیدے کا قصہ چھیڑا اور جب ہم نے اپنا عقیدہ بیان کیا تو اس نے اس کی تصدیق کی۔ پھر اُس نے ہم سے پوچھا کہ یہاں کوئی تمہیں تکلیف تو نہیں دیتا؟ ہم نے کہا ہاں۔ اس پر منادی کرا دی گئی کہ جو کوئی ان لوگوں میں سے کسی کو ستائے گا اسے چار درہم جرمانہ کیا جائے گا۔ نجاشی نے ہم سے پوچھا کیا یہ کافی ہے؟ ہم نے کہا نہیں۔ تب اس نے جرمانہ دوگنا کر دیا۔

مہاجرین کا راستبازانہ کردار مہاجرینِ حبشہ نے نہ صرف یہ ثابت کر دیا کہ جس حق پر وہ ایمان لائے ہیں اس

پر ایمان رکھنے میں وہ اتنے مخلص ہیں کہ اس کی خاطر گھر بار، اعزہ و اقربا، کاروبار اور جائدادیں، اور ملک و وطن سب کو چھوڑ کر جلاوطنی کے مصائب برداشت کرنے کے لیے تیار ہو گئے ۔ بلکہ یہ بھی ثابت کر دیا کہ اس جلاوطنی کی حالت میں بھی جبکہ ان کا کوئی سہارا نہ تھا، وہ حق کے معاملہ میں کوئی مداہنت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ان کی یہ قوت ایمانی حیرت انگیز تھی کہ انہوں نے عین دربار شاہی میں ایسے نازک موقع پر اٹھ کر حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اپنا عقیدہ صاف صاف بیان کر دیا جبکہ نجاشی کے تمام اہل دربار رشوت کھا کر انہیں ان کے دشمنوں کے سپرد کر دینے پر تُل گئے تھے۔ اُس وقت اس امر کا پورا خطرہ تھا کہ مسیحیت کے بنیادی عقائد پر اسلام کا بے لاگ تبصرہ سُن کر نجاشی بھی بگڑ جائے گا اور ان مظلوم مسلمانوں کو قریش کے قصائیوں کے حوالے کر دے گا۔ مگر اس کے باوجود انہوں نے کلمۂ حق پیش کرنے میں ذرہ بھر تامّل نہ کیا۔ اسی چیز نے دُنیا کو دکھا دیا کہ اسلام کی دعوت کو کیسے مضبوط کردار کے سر فروش پیرو بہم پہنچے ہیں۔

حبش سے عیسائیوں کے وفد کی آمد مہاجرین کے اخلاق و کردار اور ان کی دعوت کا جو اثر اہلِ حبش پر پڑا اس کا اندازہ اِس واقعہ سے کیا جا سکتا ہے کہ وہاں سے ۲۰ عیسائیوں کا ایک وفد مکہ آ کر حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ اس واقعہ کو ابن ہشام اور بیہقی وغیرہ نے محمد بن اسحاق کے حوالہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ ہجرتِ حبشہ کے بعد جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور دعوت کی خبریں حبش کے ملک میں پھیلیں تو وہاں سے ۲۰ کے قریب عیسائیوں کا ایک وفد تحقیقِ حال کے لیے مکہ معظمہ آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مسجد حرام میں ملا۔ (ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک مجلس میں ملا اور کچھ سوالات کیے) ۔ قریش کے بہت سے لوگ بھی یہ ماجرا دیکھ کر گردو پیش کھڑے ہو گئے ۔ وفد کے لوگوں نے حضورؐ سے کچھ سوالات کیے جن کا آپؐ نے جواب دیا۔ پھر آپؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی اور قرآن مجید کی آیات ان کے سامنے پڑھیں ۔ قرآن سُن کر اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور انہوں نے اس کے کلام اللہ ہونے کی تصدیق کی اور حضورؐ پر ایمان لے آئے۔ جب مجلس برخاست ہوئی تو ابوجہل اور اس کے چند ساتھیوں نے ان لوگوں کو راستہ میں جا لیا اور انہیں سخت ملامت کی کہ " بڑے نامراد ہو تم لوگ، تمہارے ہم مذہب لوگوں نے تم کو اس لیے بھیجا تھا کہ تم اِس شخص کے حالات کی تحقیق کر کے آؤ اور انہیں ٹھیک ٹھیک خبر دو، مگر تم ابھی اس کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ اپنا دین چھوڑ کر اس پر ایمان لے آئے ۔ تم سے زیادہ احمق گروہ تو کبھی ہماری نظر سے نہیں گزرا " اس پر انہوں نے جواب دیا کہ " سلام ہے بھائیو تم کو ۔ ہم تمہارے ساتھ

جہالت بازی نہیں کر سکتے۔ ہمیں ہمارے طریقے پر چلنے دو اور تم اپنے طریقے پر چلتے رہو، ہم اپنے آپ کو جان بوجھ کر بھلائی سے محروم نہیں رکھ سکتے۔" اسی واقعہ کا ذکر سورۂ قصص میں آیا ہے:

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِهٖ هُمۡ بِهٖ يُؤۡمِنُوۡنَ۔ وَاِذَا يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنۡ قَبۡلِهٖ مُسۡلِمِيۡنَ۔ (آیات ۵۲ - ۵۳)

جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جب وہ انہیں سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔ یہ واقعی حق ہے ہمارے رب کی طرف سے۔ ہم اس سے پہلے بھی اسی دینِ اسلام پر تھے۔

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغۡوَ اَعۡرَضُوۡا عَنۡهُ وَقَالُوۡا لَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَلَـكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ لَا نَبۡتَغِى الۡجٰهِلِيۡنَ (آیت ۵۵)

اور جب انہوں نے بیہودہ بات سُنی تو یہ کہہ کر اس سے کنارہ کش ہو گئے کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے، تم کو سلام ہے، ہم جاہلوں کا سا طریقہ اختیار کرنا نہیں چاہتے۔"

حبشہ سے واپس آنے والے مہاجرین کی پہلی قسط | اس مقام پر یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ مہاجرینِ حبشہ میں سے ایک گروہ تو حضرت جعفرؓ کے ساتھ حبشہ ہی میں رہا اور جنگِ خیبر کے موقع پر واپس آیا۔ اور حسبِ ذیل حضرات ابن اسحاق کی روایت کے مطابق مختلف اوقات میں حضورؐ کی ہجرت الی المدینہ سے پہلے واپس آگئے:

حضرت عثمانؓ اور ان کی اہلیہ حضرت رُقیہؓ بنت رسول اللہ۔ حضرت ابو حُذیفہؓ بن عُتبہ بن ربیعہ اور ان کی اہلیہ سہلہؓ بنت سُہیل بن عمرو۔ حضرت عبداللہؓ بن جحش۔ حضرت عُتبہؓ بن غزوان۔ حضرت زبیرؓ بن العوام۔ حضرت مُصعبؓ بن عُمیر۔ حضرت سُوَیبطؓ بن سعد بن حرملہ۔ حضرت طُلیبؓ بن عُمیر۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ حضرت مقدادؓ بن عمرو۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود۔ حضرت ابوسلمہؓ اور ان کی بیوی حضرت ام سلمہؓ ۔ حضرت شماسؓ بن عثمان۔ حضرت سلمہؓ بن ہشام (ان کو مکہ میں قید کر لیا گیا)۔ حضرت عیاشؓ بن ابی ربیعہ۔ (یہ مدینہ کی طرف ہجرت کے لیے نکلے تھے مگر ان کے ماں جائے بھائی ابوجہل اور حارث بن ہشام دھوکہ دے کر انہیں پکڑ لائے)۔ حضرت مُعتّبؓ بن عوف۔ حضرت عثمانؓ بن مظعون اور ان کے بیٹے حضرت سائبؓ اور ان کے دونوں بھائی قدامہؓ اور عبداللہؓ ۔ حضرت خُنیسؓ بن حذافہ۔ حضرت ہشامؓ بن عاص بن وائل (یہ

بھی مکہ میں قید کر لیے گئے)۔ حضرت عامرؓ بن ربیعہ اور ان کی بیوی لیلیٰؓ بنت ابی حثمہ۔ حضرت عبداللہؓ بن مخرمہ۔ حضرت عبداللہؓ بن سہیل بن عمرو (انہیں مکہ میں قید کر کے ان کے باپ نے ان پر اتنا ظلم کیا کہ یہ بظاہر کافر بن گئے اور دل میں مسلمان رہے۔ جنگ بدر کے موقع پر کفار کے ساتھ گئے اور عین حالتِ جنگ میں مسلمانوں سے جا ملے)۔ حضرت ابو سبرہؓ بن ابی رہم اور ان کی بیوی ام کلثومؓ بنت سہیل بن عمرو۔ حضرت سکرانؓ بن عمرو (ابن اسحاق اور واقدی کا بیان ہے کہ ان کا انتقال مکہ آکر ہوا، اور موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر کہتے ہیں کہ یہ حبش ہی میں انتقال کر چکے تھے)۔ حضرت سودہؓ بنت زمعہ۔ حضرت سعدؓ بن خولہ۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح۔ حضرت عمروؓ بن الحارث۔ حضرت سہیلؓ بن بیضاء۔ حضرت عمروؓ بن ابی سرح۔

سورۂ رُوم کی پیشینگوئی ہجرتِ حبشہ ہی کے زمانے میں ایک بڑا اہم واقعہ پیش آیا جو آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی صداقت کا ناقابلِ انکار ثبوت بن گیا، اور کسی کے پاس اُس کی کوئی توجیہ اس کے سوا ممکن نہ رہی کہ قرآن فی الواقع اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو بذریعہ وحی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا ہے۔ یہ سورۂ روم کی ابتدائی آیات کا نزول تھا جن میں فرمایا گیا تھا کہ "رومی قریب کی سرزمین میں مغلوب ہو گئے ہیں، اور اپنی اِس مغلوبیت کے بعد چند سال کے اندر وہ غالب ہو جائیں گے۔ اللہ ہی کا اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ اور وہ دن وہ ہوگا جبکہ اللہ کی بخشی ہوئی فتح پر مسلمان خوشیاں منائیں گے" (آیات ۲ تا ۴)۔ اس کا مختصر قصہ ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے ۸ سال پہلے کا واقعہ ہے کہ قیصر رُوم ماریس (MAURICE) کے خلاف بغاوت ہوئی اور ایک شخص فوکاس (PHOCAS) تختِ سلطنت پر قابض ہو گیا۔ اُس نے پہلے تو قیصر کی آنکھوں کے سامنے اُس کے پانچ بیٹوں کو قتل کرایا، پھر خود قیصر کو قتل کر کے باپ بیٹوں کے سر قسطنطنیہ میں برسرِ عام لٹکوا دیے، اور اس کے چند روز بعد اس کی بیوی اور تین لڑکیوں کو بھی مروا ڈالا۔ اس واقعہ سے ایران کے بادشاہ خسرو پرویز کو رُومی سلطنت پر حملہ آور ہونے کے لیے ایک بہترین اخلاقی بہانہ مل گیا۔ قیصر ماریس اُس کا محسن تھا۔ اُسی کی مدد سے پرویز کو ایران کا تخت نصیب ہوا تھا اور اُسے وہ اپنا باپ کہتا تھا۔ اِس بنا پر اُس نے اعلان کیا کہ میں غاصب فوکاس سے اِس ظلم کا بدلہ لوں گا جو اس نے میرے مجازی باپ اور اُس کی اولاد پر ڈھایا ہے۔ ۶۰۳ء میں اس نے سلطنتِ روم کے خلاف جنگ کا آغاز کیا اور چند سال کے اندر وہ فوکاس کی فوجوں کو پے در پے

شکستیں دیتا ہوا ایک طرف ایشیائے کوچک میں اڈیسیا (موجودہ اُورفا) تک اور دوسری طرف شام میں حَلَب اور اَنطاکیہ تک پہنچ گیا۔ روم کے اعیانِ سلطنت یہ دیکھ کر کہ فوکاس ملک کو نہیں بچا سکتا، افریقہ کے گورنر سے مدد کے طالب ہوئے۔ اُس نے اپنے بیٹے ہِرَقْل (HERACLIUS) کو ایک طاقت ور بیڑے کے ساتھ قسطنطنیہ بھیج دیا۔ اس کے پہنچتے ہی فوکاس معزول کر دیا گیا، اس کی جگہ ہرقل قیصر بنا دیا گیا، اور اس نے برسرِ اقتدار آکر فوکاس کے ساتھ وہی کچھ کیا جو اس نے ماریس کے ساتھ کیا تھا۔ یہ سنہ ۶۱۰ء کا واقعہ ہے اور یہ وہی سال ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصب نبوت پر سرفراز ہوئے۔

خُسرو پرویز نے جس اخلاقی بہانے کو بنیاد بنا کر جنگ چھیڑی تھی، فوکاس کے عزل اور قتل کے بعد وہ ختم ہو چکا تھا۔ اگر واقعی اُس کی جنگ کا مقصد غاصب فوکاس سے اس کے ظلم کا بدلہ لینا ہوتا تو اُس کے مارے جانے پر اسے نئے قیصر سے صلح کر لینی چاہیے تھی۔ مگر اس نے پھر بھی جنگ جاری رکھی، اور اب اس جنگ کو اس نے مجوسیت اور مسیحیت کی مذہبی جنگ کا رنگ دے دیا۔ عیسائیوں کے جن فرقوں کو رومی سلطنت کے سرکاری کلیسا نے مُلحِد قرار دے کر سالہا سال سے تختۂ مشقِ ستم بنا رکھا تھا (یعنی نَسطوری اور یعقوبی وغیرہ) ان کی ساری ہمدردیاں بھی مجوسی حملہ آوروں کے ساتھ ہو گئیں۔ اور یہودیوں نے بھی مجوسیوں کا ساتھ دیا، حتّٰی کہ خسرو پرویز کی فوج میں بھرتی ہونے والے یہودیوں کی تعداد ۲۶ ہزار تک پہنچ گئی۔

ہِرَقْل آکر اس سیلاب کو نہ روک سکا۔ تخت نشین ہوتے ہی پہلی اطلاع جو اُسے مشرق سے ملی وہ انطاکیہ پر ایرانی قبضے کی تھی۔ اس کے بعد سنہ ۶۱۳ء میں دمشق فتح ہوا۔ پھر سنہ ۶۱۴ء میں بیت المَقْدِس پر قبضہ کر کے ایرانیوں نے مسیحی دنیا پر قیامت ڈھا دی۔ ۹۰ ہزار عیسائی اس شہر میں قتل کیے گئے، ان کا سب سے زیادہ مقدس کلیسا کنیسۃ القیامہ (HOLY SEPULCHRE) برباد کر دیا گیا۔ اصلی صلیب، جس کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ اُسی پر مسیح نے جان دی تھی، مجوسیوں نے چھین کر مدائن (ایران کے دارالسلطنت) پہنچا دی، لاٹ پادری زَکَرِیّاہ کو بھی وہ پکڑ کر لے گئے اور شہر کے تمام بڑے بڑے گرجوں کو انہوں نے مسمار کر دیا۔ اِس فتح کا نشہ جس بری طرح خسرو پرویز پر چڑھا تھا اس کا اندازہ اُس خط سے ہوتا ہے جو اُس نے بیت المَقْدِس سے ہِرَقْل کو لکھا تھا۔

اس میں وہ کہتا ہے:۔

"سب خداؤں سے بڑے، تمام روئے زمین کے مالک، خسرو کی طرف سے اس کے کمینہ اور بے شعور بندے ہرقل کے نام،

تو کہتا ہے کہ تجھے اپنے رب پہ بھروسہ ہے۔ کیوں نہ تیرے رب نے یروشلم کو میرے ہاتھ سے بچا لیا؟"

اس فتح کے بعد ایک سال کے اندر اندر ایرانی فوجیں اردن، فلسطین اور جزیرہ نمائے سینا کے پورے علاقے پہ قابض ہو کر حدودِ مصر تک پہنچ گئیں۔ یہ وہی زمانہ تھا جب مکہ معظمہ میں ایک اور اس سے بدرجہا زیادہ تاریخی اہمیت رکھنے والی جنگ برپا تھی۔ یہاں توحید کے علمبردار سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں، اور شرک کے پیروکار سردارانِ قریش کی رہنمائی میں ایک دوسرے سے برسرِ جنگ تھے، اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ۶۱۵ء (۵ بعد بعثت) میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنا گھر بار چھوڑ کر حبش کی عیسائی سلطنت میں (جو روم کی حلیف تھی) پناہ لینی پڑی۔ اُس وقت سلطنتِ روم پہ ایران کے غلبے کا چرچا ہر زبان پہ تھا۔ مکے کے مشرکین اس پہ بغلیں بجا رہے تھے اور مسلمانوں سے کہتے تھے کہ دیکھو ایران کے آتش پرست مشرکین فتح پا رہے ہیں اور وحی و رسالت کے ماننے والے عیسائی شکست پہ شکست کھاتے چلے جا رہے ہیں۔ اسی طرح ہم عرب کے بت پرست بھی تمہیں اور تمہارے دین کو مٹا کر رکھ دیں گے۔

ان حالات میں قرآن مجید کی یہ سورہ نازل ہوئی اور اس میں یہ پیشین گوئی کی گئی کہ "قریب کی سرزمین میں رومی مغلوب ہو گئے ہیں، مگر اس مغلوبیت کے بعد چند سال کے اندر ہی وہ غالب آجائیں گے، اور وہ دن وہ ہو گا جب کہ اللہ کی دی ہوئی فتح سے اہل ایمان خوش ہو رہے ہوں گے۔" اس میں ایک کے بجائے دو پیشین گوئیاں تھیں۔ ایک یہ کہ رومیوں کو غلبہ نصیب ہو گا۔ دوسری یہ کہ مسلمانوں کو بھی اُسی زمانے میں فتح حاصل ہو گی۔ بظاہر دور دور تک کہیں اس کے آثار موجود نہ تھے کہ ان میں سے کوئی ایک پیشین گوئی بھی چند سال کے اندر پوری ہو جائے گی۔ ایک طرف مٹھی بھر مسلمان تھے جو مکے میں مارے اور کھدیڑے جا رہے تھے اور اس پیشین گوئی کے بعد بھی آٹھ سال تک ان کے لیے غلبہ و فتح کا کوئی امکان کسی کو نظر نہ آتا تھا۔ دوسری طرف روم کی مغلوبیت روز بروز بڑھتی چلی گئی۔

۶۱۹ء تک پورا مصر ایران کے قبضے میں چلا گیا اور مجوسی فوجوں نے طرابلس کے قریب پہنچ کر اپنے جھنڈے گاڑ دیے۔ ایشیائے کوچک میں ایرانی فوجیں رومیوں کو مارتی دباتی باسفورس کے کنارے تک پہنچ گئیں اور ۶۱۷ء میں انہوں نے عین قسطنطنیہ کے سامنے خلقدون (CHALCEDON - موجودہ قاضی کوئی) پر قبضہ کر لیا۔ قیصر نے خسرو کے پاس ایلچی بھیج کر نہایت عاجزی کے ساتھ درخواست کی کہ میں ہر قیمت پہ صلح کرنے کے لیے تیار ہوں۔ مگر اس نے جواب دیا کہ "اب میں قیصر کو اس وقت تک امان نہ دوں گا جب تک وہ پابزنجیر میرے سامنے حاضر نہ ہو اور اپنے خدائے مصلوب کو چھوڑ کر خداوند آتش کی بندگی اختیار نہ کر لے۔" آخر کار قیصر اس حد تک شکست خوردہ ہو گیا کہ اس نے قسطنطنیہ چھوڑ کر قرطاجنّہ (CARTHAGE، موجودہ ٹیونس) منتقل ہو جانے کا ارادہ کر لیا۔ غرض انگریز مؤرخ گبن کے بقول، "قرآن مجید کی اس پیشین گوئی کے بعد بھی سات آٹھ برس تک حالات ایسے تھے کہ کوئی شخص یہ تصور تک نہ کر سکتا تھا کہ رومی سلطنت ایران پر غالب آجائے گی، بلکہ غلبہ تو درکنار اُس وقت تو کسی کو یہ امید بھی نہ تھی کہ اب یہ سلطنت زندہ رہ جائے گی"۔[1]

قرآن کی یہ آیات جب نازل ہوئیں تو کفارِ مکہ نے ان کا خوب مذاق اُڑایا اور اُبَیّ بن خلف نے حضرت ابوبکرؓ سے شرط بدی کہ اگر تین سال کے اندر رومی غالب آگئے تو دس اُونٹ میں دوں گا ورنہ دس اونٹ تم کو دینے ہوں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شرط کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ کے الفاظ آئے ہیں، اور عربی زبان میں بِضْع کا اطلاق دس سے کم پر ہوتا ہے، اس لیے دس سال کے اندر کی شرط کرو اور اُونٹوں کی تعداد بڑھا کر سَو کر دو۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے اُبَیّ سے پھر بات کی اور نئے سرے سے یہ شرط طے ہوئی کہ دس سال کے اندر فریقین میں سے جس کی بات غلط ثابت ہوگی وہ سَو اُونٹ دے گا۔

۶۲۲ء میں اِدھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینۂ طیبہ تشریف لے گئے، اور اُدھر قیصر ہرقل خاموشی کے ساتھ قسطنطنیہ سے بحرِ اسود کے راستے طرابزون کی طرف روانہ ہوا جہاں اس نے ایران پہ پشت کی طرف سے حملہ کرنے کی تیاری کی۔ اِس جوابی حملے کی تیاری کے لیے قیصر نے کلیسا سے روپیہ مانگا اور مسیحی کلیسا کے اُسقفِ اعظم سرجیس (SERGIUS) نے مسیحیت کو مجوسیت سے بچانے کے لیے

---

[1] GIBBON, DECLINE AND FALL OF THE ROMAN EMPIRE, VOL, P, 788, MODREN LIBRARY, NEW YORK.

گرجاؤں کے نذرانوں کی جمع شدہ دولت اُسے سُود پر قرض دی۔ ہرقل نے اپنا حملہ ۶۲۳ء میں ارمینیا سے شروع کیا اور دوسرے سال ۶۲۴ء میں اس نے اذربیجان میں گھس کر زرتشت کے مقام پیدائش اُرمیاہ (CLORUMIA) کو تباہ کر دیا اور ایرانیوں کے سب سے بڑے آتش کدے کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھیے کہ یہی وہ سال تھا جس میں مسلمانوں کو بدر کے مقام پر پہلی مرتبہ مشرکین کے مقابلے میں فیصلہ کن فتح نصیب ہوئی۔ اس طرح وہ دونوں پیشین گوئیاں جو سورۂ روم میں کی گئی تھیں، دس سال کی مدت ختم ہونے سے پہلے بیک وقت پوری ہوگئیں۔

پھر روم کی فوجیں ایرانیوں کو مسلسل دباتی چلی گئیں۔ نینوی کی فیصلہ کن لڑائی (۶۲۷ء) میں اُنھوں نے سلطنتِ ایران کی کمر توڑ دی۔ اس کے بعد شاہانِ ایران کی قیام گاہ دستگرد (دَسْکَرَةُ الْمَلِك) کو تباہ کر دیا اور آگے بڑھ کر روم کے لشکر عین طَیْسَفُون (CTESIPHON ۔ مدائن) کے سامنے پہنچ گئے جو اس وقت ایران کا دارالسلطنت تھا۔ ۶۲۸ء میں خسرو پرویز کے خلاف خود اس کے گھر میں بغاوت رونما ہوئی۔ وہ قید کیا گیا، اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے ۱۸ بیٹے قتل کر دیے گئے، اور اس کا بیٹا شیرویہ اسے قتل کر کے تخت پر قابض ہوگیا۔ یہی سال تھا جس میں صلح حُدَیبیہ واقع ہوئی جسے قرآن مجید "فتح عظیم" کے نام سے تعبیر کرتا ہے، اور یہی سال تھا جس میں شاہ ایران نے تمام رومی مقبوضات سے دست بردار ہو کر اور اصلی صلیب واپس کر کے روم سے صلح کر لی۔ ۶۲۹ء میں قیصر "مقدس صلیب" کو اس کی جگہ رکھنے کے لیے خود بیت المقدس گیا، اور اسی سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم عُمرۃُ القضاء ادا کرنے کے لیے ہجرت کے بعد پہلی مرتبہ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔

اس کے بعد کسی کے لیے بھی اس امر میں شبہہ کی گنجائش باقی نہ رہی کہ قرآن کی پیشین گوئی بالکل سچی تھی۔ عرب کے بکثرت مشرکین اس پر ایمان لے آئے، اُبَیّ بن خَلَف کے وارثوں کو ہار مان کر شرط کے اُونٹ ابوبکر صدیقؓ کے حوالے کرنے پڑے، اور وہ انھیں لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ انھیں صدقہ کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ شرط اس وقت ہوئی تھی جب شریعت میں جوئے کی حرمت کا حکم نہیں آیا تھا، مگر اب حرمت کا حکم آچکا تھا، اس لیے حربی کافروں سے شرط کا مال تو لے لینے کی اجازت دے دی گئی، مگر ہدایت کی گئی کہ وہ اسے خود استعمال کرنے کے بجائے صدقہ کر دیں۔

(باقی)